سرکاری رپورٹ

بارہواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ 18 جنوری 1996ء بمطابق 26 شعبان 1416 ہجری

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۔	آغاز تلاوت قرآن پاک وترجمہ	۲
۲۔	وقفہ سوالات (موخر)	۳
۳۔	رخصت کی درخواستیں	۶
۴۔	تحریک التواء نمبر ۶ منجانب میر ظہور حسین کھوسہ	۷
۵۔	قرارداد نمبر ۷۰ منجانب مولانا عبدالواسع (قرارداد منظور ہوئی)	۱۴
۶۔	قرارداد نمبر ۷۷ منجانب میر ظہور حسین کھوسہ (منظور ہوئی)	۱۸
۷۔	نواب عبدالرحیم شاہوانی کی قرارداد موخر کی گئی (محرک نہیں تھے)	۱۸
۸۔	قرارداد نمبر ۷۸ منجانب مولانا عبدالباری (قرارداد منظور ہوئی)	۳۷
۹۔	مشترکہ قرارداد نمبر ۸۰ میر ظہور حسین کھوسہ نے پیش کی (قرارداد منظور کی گئی)	۳۹

جلد بارہواں

شمارہ سوئم

(الف)

1- جناب اسپیکر ______ عبدالوحید بلوچ

2- جناب ڈپٹی اسپیکر ____ ارجن داس بگٹی

1- سیکریٹری اسمبلی ______ اختر حسین خاں

2 جوائنٹ سیکریٹری (قانون) ___ عبدالفتاح کھوسہ

(ب)

صوبائی کابینہ کے ارکان

۱۔	نواب ذوالفقار علی مگسی	پی بی ۲۶ جھل مگسی	وزیر اعلیٰ
۲۔	جام محمد یوسف	پی بی ۴ ۳ لسبیلہ	سینئر وزیر
۳۔	شیخ جعفر خان مندو خیل	پی بی ۱۴ ژوب	وزیر خزانہ
۴۔	میر عبد النبی جمالی	پی بی ۲۰ جعفر آباد I	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
۵۔	ملک گل زمان کانسی	پی بی ۲ کوئٹہ II	وزیر ترقیات و منصوبہ بندی
۶۔	میر عبد المجید بزنجو	پی بی ۳۲ آواران	وزیر لائیو اسٹاک
۷۔	ملک محمد شاہ مردانزئی	پی بی ۱۳ ژوب قلعہ سیف اللہ	حج و اقاف زکوۃ
۸۔	ڈاکٹر عبد المالک بلوچ	پی بی ۳۷ تربت I	وزیر تعلیم
۹۔	مسٹر محمد ایوب بلیدی	پی بی ۳۸ تربت II	وزیر مال / ایکسائز
۱۰۔	مسٹر محمد اکرم بلوچ	پی بی ۳۹ تربت III	وزیر اطلاعات کھیل و ثقافت
۱۱۔	مسٹر کچکول علی بلوچ	پی بی ۳۶ پنجگور	وزیر ماہی گیری
۱۲۔	مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی	پی بی ۹ قلعہ عبد اللہ II	وزیر آبپاشی و ترقیات
۱۳۔	ڈاکٹر کلیم للہ	پی بی ۱ کوئٹہ I	ایس اینڈ جی اے ڈی و قانون
۱۴۔	مسٹر عبید اللہ بابت	پی بی ۱۱، لورالائی	وزیر جیل خانہ جات
۱۵۔	مسٹر عبد القہار ودان	پی بی ۸، قلعہ عبد اللہ I	وزیر جنگلات
۱۶۔	سردار ثناء اللہ زہری	پی بی ۳۰، خضدار I	وزیر بلدیات
۱۷۔	میر اسرار اللہ زہری	پی بی ۲۹ قلات	وزیر زراعت
۱۸۔	حاجی میر لشکری خان رئیسانی	پی بی ۲۴ بولان I	وزیر انڈسٹریز معدنیات
۱۹۔	نوابزادہ گزین خان مری	پی بی ۱۸ کوہلو	وزیر داخلہ
۲۰۔	نوابزادہ چنگیز خان مری	پی بی ۱۶ سبی	مواصلات و تعمیرات
۲۱۔	میر خان محمد خان جمالی	پی بی ۲۱ جعفر آباد II	وزیر خوراک
۲۲۔	سردار نواب خان ترین	پی بی ۱۷ سبی / زیارت	وزیر بیاڈواسا
۲۳۔	سردار محمد طاہر خان لونی	پی بی ۱۰ لورالائی I	وزیر صحت

۲۴۔ مسٹر طارق محمود کھیتران	پی بی ۱۲ بارکھان	وزیر خاندانی منصوبہ بندی
۲۵۔ مسٹر سعید احمد ہاشمی	پی بی ۳ کوئٹہ III	مشیر وزیر اعلیٰ
۲۶۔ ملک محمد سرور خان کاکڑ	پی بی ۷ پشین II	وزیر بے محکمہ
۲۷۔ عبدالوحید بلوچ	پی بی ۴ کوئٹہ IV	اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی
۲۸۔ ارجنداس بگٹی	ہندو اقلیت	ڈپٹی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی

اراکین اسمبلی

۲۹۔ حاجی سخی دوست محمد	پی بی ۵ چاغی
۳۰۔ مولانا سید عبدالباری	پی بی ۶ پشین I
۳۱۔ مولانا عبدالواسع	پی بی ۱۵ قلعہ سیف اللہ
۳۲۔ نوابزادہ سلیم اکبر بگٹی	پی بی ۱۹ ڈیرہ بگٹی
۳۳۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ	پی بی ۲۲ جعفر آباد / نصیر آباد
۳۴۔ مسٹر محمد صادق عمرانی	پی بی ۲۳ نصیر آباد
۳۵۔ سردار میر چاکر خان ڈومکی	پی بی ۲۵ بولان II
۳۶۔ نواب عبدالرحیم شاہوانی	پی بی ۲۷ مستونگ
۳۷۔ مولانا محمد عطاء اللہ	پی بی ۲۸ قلات / مستونگ
۳۸۔ مسٹر محمد اختر مینگل	پی بی ۳۱ خضدار II
۳۹۔ سردار محمد حسین	پی بی ۳۳ خاران
۴۰۔ سردار محمد صالح خان بھوتانی	پی بی ۳۵ لسبیلہ II
۴۱۔ سید شیر جان	پی بی ۴۰ گوادر
۴۲۔ مسٹر شوکت ناز مسیح	عیسائی
۴۳۔ مسٹر سترام سنگھ	سکھ پارسی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 18 جنوری 1996ء بمطابق 26 شعبان 1416 ہجری

(بروز جمعرات)

زیر صدارت جناب ارجن داس بگٹی - ڈپٹی اسپیکر

بوقت بارہ بجکر پچپن منٹ (دوپہر) صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
لِلّٰهِ مَا فِي السَّموٰتِ وَمَا فِي الارْضِ ط وَاِنْ تُبْدُوْا مَا
فِي اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰه ط فَيَغْفِر لِمَنْ
يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَآءُ ط وَ اللّٰه عَلٰى كُلِّ شَئٍ قَدِيْرٌ
ہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِن رَّبِّهٖ وَالْمُؤمِنُوْنَ ط
كُلٌّ آمَنَ بِا اللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَانُفَرِّقُ
بَيْنَ اَحَدٍ مِنْ رُّسُلِهٖ قف وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاطَعْنَا ق
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْر ہ
صدق اللّٰه العظيم

ترجمہ :- جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ یہ اپنے بیک
وقت رکھا ہے۔ ایک تو یہ کہ ہر چیز خدا ہی کی ملکیت ہے' دوسرا یہ کہ ہر
چیز اسی کے اختیار و تصرف میں ہے۔ تیسرا یہ کہ بالاخر ہر چیز کا مرجع خدا ہی ہے۔

وقفہ سوالات

جناب ڈپٹی اسپیکر : جناب جام محمد یوسف صاحب سینیئر وزیر سرکاری دورہ پر لسبیلہ گئے ہوئے ہیں انہوں نے درخواست دی ہے کہ ان کے محکمے کے سوالات مورخہ 28 جنوری کے اجلاس تک موخر کر دیئے جائیں۔ تو پی اینڈ ڈی کے سوالات موخر کئے جاتے ہیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب پی اینڈ ڈی کے سوالات کے متعلق یہ عرض ہے کہ جو بھی سوالات میں نے یا مولانا صاحب نے کئے ہیں ان کے جوابات موصول نہیں ہوئے ہیں۔ حالانکہ ہم نے یہ سوالات ڈیڑھ ماہ سے پہلے دیئے ہوئے ہیں اور اس وقت کوئی ہڑتال وغیرہ بھی نہیں تھی۔ اور کلرکوں کی ہڑتال تو آج سے ہے۔ تو اس بات کی بھی یقین دہانی کرائی جائے کہ سوالات کے جوابات 28 جنوری کو موصول ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی آپ کو 28 جنوری کے سوالات کے جوابات مل جائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : میر ظہور حسین کھوسہ سوال نمبر308 دریافت فرمائیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب ان سوالات کے متعلق بھی یہی ہے کہ ہڑتال کی وجہ سے جواب موصول نہیں ہوا ہے میں نے یہ سوالات ڈیڑھ ماہ پہلے جمع کرائے تھے۔ ہڑتال تو اب سے شروع ہوا ہے۔ یہ یقین دہانی کرائی جائے کہ ان کے جوابات ہمیں دے دیئے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی منسٹر برائے فنانس۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر) : جناب مجھے یہ پورا پتہ نہیں کہ یہ سوالات محکمے کے پاس کس وقت پہنچے ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ اس کے جوابات تیار کرلیں۔ مگر کچھ ایسی بھی باتیں ہیں جن کا ابھی میں جواب دے سکتا ہوں جو میرے علم میں ہے۔ جیسے اسی سوال کے جواب میں ہمیں کوئی رقم فیڈرل گورنمنٹ سے ستر یا اسی کروڑ نہیں ملی ہے۔ کوئی گرانٹ ڈوپلپمنٹ نہیں ملی ہے۔ جو بجٹ میں تھے۔ وہی ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : آپ جعفر صاحب 28 تاریخ کو جواب مہیا کریں۔ سوال نمبر313 میر ظہور حسین کھوسہ صاحب کا ہے یہ بھی 28 تاریخ تک موخر کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال نمبر 336 مولانا عبدالباری صاحب دریافت فرمائیں۔

مولانا عبدالباری : سوال نمبر336

جناب ڈپٹی اسپیکر : اس کا جواب بھی مولانا صاحب سیکریٹریٹ کے آفیسراور کلرکوں کی ہڑتال کی وجہ سے مہیا نہیں کیا گیا۔ میں وزیر صاحب سے کہوں گا کہ اس کا جواب بھی آپ کو 28 جنوری تک مہیا کریں۔

مولانا عبدالباری : جناب ڈپٹی اسپیکر بات یہ ہے کہ دوسرے محکموں کے سوالات کے جوابات بھی ویسے ہیں۔ جب سیشن شروع ہو رہا تھا بلدیات کا۔ اور داخلہ کا وہ بھی تو آپ نے ڈیفر کردیا ہے۔ اور یہ سوالات بھی 28 تاریخ کو رکھ رہے ہیں یہ تو ایک تاریخ کے لئے بہت سوالات ہو جائیں گے۔ کیونکہ پچھلے سوالات کے بھی جوابات یہاں پر نہیں دیئے گئے ہیں۔ وہ سوالات بھی باقی ہیں یہ بھی باقی ہیں۔ تو ان کے جوابات کب تک مل جائیں گے آپ سوچ لیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر) : جناب میں بھی مولانا صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : اس اجلاس کے دوران ہی ان تمام سوالات کے جوابات آنے چاہئیں۔

مولانا عبدالباری : جناب ہر تاریخ کے لئے ہر دن کے لئے مختلف محکموں کے سوالات ہیں یعنی ہر ایک دن کے لئے مختلف محکموں کے سوالات ہیں۔ تو یہ اصل میں ہم یہ کیوں نہیں سوچتے ہیں۔ کہ ہڑتال کب تک ختم ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جعفر صاحب آپ مولانا صاحب کو صحیح تاریخ کی یقین دہانی کرا دیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر) : سیکریٹری صاحب مجھے لسٹ مہیا کر دیں جس دن لوڈ کم ہوگا اسی دن جوابات مہیا کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا صاحب آپ رضا مند ہیں۔؟

مولانا عبدالباری : جناب ہر دن کے لئے سوالات ہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ کیسے ان تمام سوالات کے جوابات آجائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا چار فروری سات فروری کو آپ ہوں گے؟

مولانا عبدالباری : میں نہیں ہوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جعفر صاحب اسی اجلاس کے دوران ان کے سوالات کے جوابات مہیا کریں۔

مولانا عبدالباری : جناب اگر میں نہیں تھا تو سوالات کو ڈیفر کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا صاحب آپ کے فرمانے کے مطابق آپ کے سوالات اگلے اجلاس کے لئے موخر کئے جاتے ہیں۔ مولانا صاحب آپ کو اگلے اجلاس میں جوابات مل جائیں گے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر) : جناب کچھ سوالات تو میرے ساتھ

Related بھی نہیں ہیں۔ بہت سے سوالات کے جواب ایس - اینڈ - جی - اے - ڈی کے ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : میر ظہور حسین صاحب کھوسہ کے سوالات کے جوابات اس اجلاس کے دوران انہیں آپ مہیا کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : رخصت کی درخواستیں سیکریٹری اسمبلی پیش کریں۔

اختر حسین خاں (سیکریٹری اسمبلی) : جناب سعید احمد ہاشمی صاحب 14 اور 17 جنوری 96ء کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لئے انہوں نے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : نوابزادہ گزین مری وزیر داخلہ کراچی تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : میر خان محمد خان جمالی کوئٹہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے آج 18 جنوری کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : میر طارق محمود کھیتران سرکاری دورے پر کوئٹہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے 17 جنوری سے 25 جنوری 96ء تک رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : جناب عبید اللہ بابت کوئٹہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے آج کے اور 17 جنوری 96ء کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : الحاج ملک گل زمان کاسی صاحب صوبائی وزیر نے نجی مصروفیات کی بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر : میر ظہور حسین صاحب کھوسہ تحریک التواء نمبر 6 پیش کریں۔

مسٹر ظہور حسین خان کھوسہ : میں فوری اہمیت کے حامل عوامی مسئلہ پر بحث کی غرض سے تین التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ والبندین میں گزشتہ دو ماہ سے مسلسل بجلی بند رہنے کی وجہ سے عوام نے انتہائی مجبوری کے پیش نظر مورخہ 17 جنوری 1996ء کو بھی وہی طریقہ کار اختیار کرکے اپنے مطالبات کے حق میں پرامن ہڑتال کی اور جلوس نکالا لیکن قانون نافذ کرنے والے ادارے جس میں بی - آر - پی' لیویز' چاغی ملیشیا اور خاران رائفل شامل تھے نے اس پرامن جلوس پر بلا جواز فائرنگ کی جس سے پانچ افراد زخمی ہوئے اور متعدد افراد کو گرفتار بھی کرلیا جس سے پرامن شہریوں میں خوف و ہراس اور بے چینی پھیل گئی ہے۔

لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : تحریک یہ ہے کہ دالبندین میں گزشتہ دو ماہ سے مسلسل بجلی بند رہنے کی وجہ سے عوام نے انتہائی مجبوری کے پیش نظر مورخہ 17 جنوری 1996ء کو بھی یہی طریقہ کار اختیار کر کے اپنے جائز مطالبات کے حق میں پرامن ہڑتال کی اور جلوس نکالا لیکن قانون نافذ کرنے والے ادارے جس میں بی - آر - پی' لیویز' چاغی ملیشیا اور خاران رائفل شامل تھے نے اس پرامن جلوس پر بلاجواز فائرنگ کی جس سے پانچ افراد زخمی ہوئے اور متعدد افراد کو گرفتار بھی کر لیا جس سے پرامن شہریوں میں خوف و ہراس اور بے چینی پھیل گئی ہے۔

لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : میر ظہور حسین کھوسہ صاحب اپنی تحریک التواء کی وضاحت فرمائیں۔

میر ظہور حسین کھوسہ : جناب اسپیکر صاحب! دالبندین میں ایک دو عدد جنریٹر موجود ہیں۔ جو دالبندین کو بجلی مہیا کرتے ہیں اور عرصہ دو ماہ سے یہ جنریٹر بند پڑے ہیں۔ کئی دفعہ وہاں کے دالبندین کے عوام نے واپڈا والوں سے مطالبہ کیا ہے کہ اگر جنریٹر خراب ہے تو اس کو ٹھیک کروایا جائے اگر بالکل ٹھیک ہونے کے قابل نہیں ہے تو اس کو بدل دیا جائے تو کوئی اس طرف توجہ نہیں دی گئی ہے کئی وفود بھی واپڈا والوں سے ملے ہیں اور ان کو اپنے مطالبات پیش کئے ہیں حالانکہ مینٹیننس کے لئے واپڈا والوں کو پیسے دیتے رہتے ہیں اور ٹھیک کرنے کے لئے مگر انہوں نے ٹھیک نہیں کیا ہے یا امر مجبوری جب انہوں نے دیکھا کہ متواتر دو ماہ سے بجلی نہیں مل رہی ہے اور وہ بھی صرف شہر کو بارہ گھنٹے یا آٹھ گھنٹے بجلی ملتی ہے۔ تو 17 تاریخ کو انہوں نے ایک پرامن جلوس نکالا پرامن جلوس کے اوپر وہاں کے ایجنسیوں نے بی - آر - پی' لیویز ملیشیا اور خاران رائفل نے مل کر تشدد کیا ان پر آنسو گیس پھینکی۔ لاٹھی چارج کیا ایک چھوٹے

سے شہر میں اس طرح کا واقعہ ایک بڑا زیادتی ہے وہاں چھوٹے سے شہر کے لوگوں کو سمجھایا جاسکتا تھا ان کے جلوس کو پرامن طریقے سے واپس کیا جاسکتا تھا۔ اور ان سے گفتگو کی جاسکتی تھی بجائے اس کے وہ گفتگو کرتے۔ مذاکرات کرتے۔ ان کے اوپر لاٹھی چارج کیا ان پر آنسو گیس پھینکی۔ اور فائرنگ کی گئی جس سے پانچ افراد شدید زخمی ہوگئی اور کچھ آدمی اور بھی زخمی ہوئے، کئی کو گرفتار کیا گیا تو اس تحریک کے ذریعے میں ایوان سے گزارش کروں گا کہ اس تحریک کو منظور کیا جائے اور جنہوں نے دالبندین کے عوام پر تشدد کیا ان کے خلاف کارروائی کی جائے انکوائری کی جائے اور پھر زیادتی ہر جگہ یہ ہوتی جہاں کہیں پر امن جلوس نکلتا ہے ملیشیا آن ٹپکتا ہے ایف سی یا پیرا ملٹری فورس کیا بلوچستان کے پاس لیویز نہیں ہے پولیس نہیں ہے ہمیں ان کے حوالے کردیا جاتا ہے یا واقعی یہاں پر مرکز کا راج ہے۔ تو یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ اپنے حقوق کو منوانے کے لئے کوئی ہڑتال کی جاتی ہے تو سیکریٹریٹ میں ہڑتال کی جاتی ہے ان پر حملہ کیا جاتا ہے اور اگر دالبندین میں مطالبات منوانے کے لئے کوئی بات کی جاتی ہے جلوس نکالے جاتے ہیں حملے ہوتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں پر حکومت کچھ نہیں کرپا رہی ہے۔ بے بس ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس تحریک کو منظور کیا جائے اور جنہوں نے دالبندین کے عوام پر تشدد کیا ہے ان کے خلاف انکوائری کی جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : حاجی صاحب اگر آپ کچھ بولنا چاہیں۔

حاجی سخی دوست جان نوتیزئی : جناب اسپیکر! جیسا کہ جو باتیں میر ظہور صاحب نے کی ہیں سارا معاملہ بالکل اس طرح ہے۔ گورنر صاحب جب دالبندین گئے تو وہاں کے لوگوں نے ان سے گزارش کی۔ ایس ڈی او نے کہا جنریٹر خراب ہے۔ گورنر صاحب نے فرمایا میں آپ لوگوں کو جنریٹر دوں گا یہ مجبوری سے جلوس نکالا ہے۔ ابھی تک نہیں دیا ہے۔ عوام نے جان بوجھ کر نہیں نکالا ہے کہ بدامنی پیدا کرے۔ یہ اپنی مجبوری کی وجہ سے کہ شہر میں بجلی نہیں ہے۔ اور دو مہینے سے بجلی بند ہے۔ یہ فائرنگ کرنا۔

عوام کو زخمی کرنا۔ یہ مسائل بات سے حل ہو سکتے تھے۔ جیسا کہ ظہور حسین کھوسہ صاحب نے کہا ہے یہ وہی باتیں ہیں۔ اس کے متعلق کارروائی کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی عبدالقہار ودان صاحب؟

عبدالقہار ودان (وزیر قانون) : جناب اسپیکر صاحب جہاں تک اس تحریک التواء کا تعلق ہے ایک تو ایک مسئلہ جو ایک جلوس نکالا گیا ہے یا جس مسئلے پر ہوا ہے واپڈا اور یہاں پر بلوچستان میں یا پاکستان میں واپڈا کے ایسے مسائل ہوتے ہیں ایک تو وہاں پر بجلی کی لائن ابھی تک نہیں گیا ہے جہاں تک ہماری معلومات کے مطابق وہاں پر جنریٹر ہے جنریٹر سسٹم بلوچستان کے دور دراز علاقے ہیں جہاں پر جنریٹر سسٹم ہی کام کرتے ہیں بجلی کی رسد ابھی تک وہاں نہیں ہے۔ تو وہاں پر جنریٹر واقعی خراب تھا پھر ریپئیر کیا کچھ وقت کے لئے انہوں نے بجلی بھی چھوڑی پھر بعد میں بند کر دیا گیا۔ پھر Recently آج بھی اخبار میں ہے ہمارے لاسی صاحب کا بیان ہے کہ مارچ تک وہ وہاں پر نئے جنریٹر دے دیں گے۔ اور دوسرا یہ ہے کہ وہاں پر جو امن و امان کا مسئلہ ہے جو وہاں پر فائرنگ ہوئی ہے اس میں درحقیقت ہمارے ممبر صاحب شاید .... انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا ہے اس میں مسئلہ یہ ہوا تھا کہ انہوں نے ہڑتال کی پھر ہڑتال کے بعد انہوں نے جلوس نکالا تو جلوس میں انہوں نے کچھ دکانداروں پر تشدد کئے ہیں تو بعد میں دو آدمی ایڈمنسٹریشن نے گرفتار کئے ہیں کوئی تین آدمی، تین آدمی کے بعد پھر انہوں نے بیٹھ کر کے ان کو تھانے سے چھڑانے کے لئے جلوس ..... اور پھر جلوس راستے میں ایک بینک ہے نیشنل بینک اس کو بھی انہوں نے نقصان پہنچایا پھر اے سی کا آفس ہے پھر وہاں آکر جلوس نے اے سی کے آفس کے سارے ریکارڈ کو جلایا جو کہ عوامی ریکارڈ ہے اس کو جلایا تو بوجہ مجبوری ایڈمنسٹریشن نے اس جلوس کو منتشر کرنے کے لئے کوئی ہوائی فائرنگ کی ہے پھر اسی طرح معمولی ایک دو آدمی زخمی ہوئے ہیں جو کہ افسوسناک بات ہے لیکن وہاں پر بلنگ کا بھی ایک مسئلہ ہے کہ وہ بل نہیں دیتے ہیں عام بلوچستان میں یہ

مسئلہ ہے کہ بلنگ نہیں ہوا ہے اور ہم بجلی نہیں چھوڑتے ہیں۔ بلوچستان میں بہت سے علاقوں میں جو بلنگ کے مسائل ہیں۔ تو یہ مسئلہ جو ہے۔ جلوس کا بینک کو نقصان پہنچانا اے سی کے ریکارڈ کو نقصان پہنچانا اور اس طرح کے تشدد کے واقعات ہوں اس کی تو یہ حق بنتا ہے کہ اس جلوس کو منتشر کرنے کے لئے ایسی چیزیں کرنا پڑتی ہیں۔ پھر بھی ہم اپنے ممبر سے اس فلور پر وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اس چیز کو صحیح طرح سے دیکھ کر اس کی پھر Investigation کریں گے معلومات کریں گے انشاء اللہ اس میں آپ کی تسلی کے لئے اور آپ کو بھی ساتھ بٹھا کر کے جو بھی مسئلہ ہوا تھا ایڈمنسٹریشن کی طرف سے گورنمنٹ کی طرف سے اس کو Solve کرنے کے لئے اس کو Remove کرنے کے لئے انشاء اللہ ہم تیار ہیں اس کی معلومات بھی کریں گے انشاء اللہ اس پر آپ کی تسلی ہو جائے گی۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : وزیر موصوف نے یقین دہانی کرائی ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ وہاں پر فائرنگ ہوئی ہے اور مشرق اخبار میں بھی آیا ہے کہ وہاں پر فائرنگ ہوئی ہے ہوائی فائرنگ نہیں ہوئی ہے۔ یعنی ڈائریکٹ فائرنگ ہوئی ہے اور پانچ افراد شدید زخمی ہوئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک کو تو کوئٹہ میں علاج کے لئے لایا گیا ہے کیونکہ وہاں پر علاج کا بندوبست نہیں تھا تو یہاں پر کوئٹہ علاج کے سلسلے میں لایا گیا ہے اور تین شدید زخمی وہاں پر ہیں اور کئی اور بھی زخمی ہوئے ہیں۔ وہ پر امن جلوس تھا بلا وجہ ان پر فائرنگ کی گئی اور ان پر آنسو گیس پھینکے گئے اور لاٹھی چارج کیا گیا بہر حال وزیر موصوف نے یقین دہانی کرائی ہے کہ اس کی انکوائری کرائی جائے گی اور بجلی وہاں پر فوراً مہیا کیا جائے گا اور وہاں جنہوں نے فائرنگ کرائی ہے ان کے خلاف ایکشن اٹھایا جائے گا تو میں اس پر مزید زور نہیں دیتا ہوں کیونکہ وزیر صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ فوری طور پر وہاں کے حالات کو ٹھیک کرائے جائیں گے اور اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ سکھوں والی حکومت ہے اور

جب ہم اپنے مطالبات کو منوانے کے لئے نکلتے ہیں تب حکومت کو یاد آتی ہے کہ پندرہ مارچ کو جنریٹر لگ جائیں گے اکبر لاسی صاحب کا بیان ہے تو ان کو اس سے پیشتر اس چیز کا بندوبست کرنا چاہئے تھا کہ بجائے کہ کوئی پر امن جلوس نکلے کوئی مطالبات پیش کریں یا اس کے اوپر کوئی فائرنگ ہو تو اس سے پہلے.......

حاجی محمد شاہ مردانزئی (وزیر حج و اوقاف) : یہ سکھوں والا کون سی حکومت ہے۔؟

میر ظہور حسین کھوسہ : مرکزی حکومت۔

حاجی محمد شاہ مردانزئی (وزیر) : وہ تو سب مسلمان ہیں سکھ کیسے ہیں۔؟

میر ظہور حسین کھوسہ : سکھوں والا تو یہی معاملہ ہے تاکہ بعد میں یاد کرتے ہیں ہمیشہ۔

حاجی محمد شاہ مردانزئی : سب مسلمان ادھر بیٹھے ہوئے ہیں ملا بھی ہیں اور دوسرے سارے مسلمان ہیں آپ کیا بات کر رہے ہیں آپ کو خود اگر اسلام کا پتہ نہیں ہے تو آپ اس طرح کے الفاظ کیوں ادا کرتے ہیں؟

میر ظہور حسین خان کھوسہ : مردانزئی صاحب میں آپ کو......

حاجی محمد شاہ مردانزئی (وزیر) : مسلمان کو سکھ کہتے ہیں یہ تو بری بات ہے۔

مولوی عبدالباری : انہوں نے یہ کہا کہ "سکھ کی طرح......"

حاجی محمد شاہ مردانزئی (وزیر) : انہوں نے کہا سکھوں والی حکومت.....

سعید احمد ہاشمی (معاون برائے وزیر اعلیٰ) : اگر مولانا باری صاحب کہ "انہوں نے کہا سکھوں کی طرح" تو پھر ہمارے معزز رکن کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ یہی بات غلط ہے۔

مولوی عبدالباری : فتوئی لگا رہے ہیں پہلے تو ہم پر یہ اعتراض کرتے تھے کہ مولوی صاحبان دوسروں کو کافر بناتے ہیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : میں نے جناب اسپیکر یہ لفظ کہا کہ سکھوں کا دور یاد دلاتا ہے کہ ہم جب کچھ کر گزرتے ہیں تو اس کے بعد حکومت جاگتی ہے میں نے تو یہ کہا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : چونکہ والبندین کے عوامی جذبات اور ردعمل حقیقت پر مبنی ہیں محکمہ واپڈا والبندین کے عوام کی جائز مطالبات کا فوری طور پر ازالہ کرے کیونکہ محرک اپنی تحریک التواء پر زور نہیں دے رہا لہٰذا اس کو Finish کیا جاتا ہے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر وزیر موصوف نے یقین دہانی کرائی ہے کہ وہاں پر بجلی مہیا کیا جائے گا اور اس کے بعد جو ہے وہ جو ایکشن ان کے خلاف کی گئی ہے اس کی ان کو سزا دی جائے گی۔

مولوی عبدالباری : جناب اسپیکر (پوائنٹ آف آرڈر)

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر جس طرح آپ کو معلوم ہے بلکہ سب ممبر صاحبان کو معلوم ہے کہ واپڈا کا جو رویہ اس وقت بلوچستان کے ساتھ یا ہمارے علاقوں کے ساتھ ہے اب دیکھیں کہ پشین میں گلستان میں اور آس پاس دوسرے علاقوں میں مجھے معلوم ہے ممبر صاحبان کو پتہ ہے بلاوجہ انہوں نے گرڈ کو بند کیا ہوا ہے فیڈر کو بند کیا ہوا ہے وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ بل نہیں دیتے ہیں حالانکہ ایک بٹہ تین وہی لوگ ہیں جو بل ادا نہیں کرتے ہیں دو بٹہ تین جو ہے وہ بل ادا کرتے ہیں تو آپ سے اور سارے ممبر صاحبان اور ایوان سے گزارش ہے کہ ہم ایک بات کریں اور واپڈا چیف کو ادھری بلائیں ان کو ہم سمجھائیں۔ یعنی ایک ہفتے سے ہمارے پشین میں کئی ایسے فیڈر

بند ہیں بلاوجہ یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے جناب اسپیکر آپ اس تحریک کو منظور کریں اور اس ترمیم کے ساتھ کہ صرف یہ دالبندین کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے اور اس مسئلے پر ایوان اور ممبر صاحبان ایکشن لے لیں۔ کس کو بل بھیجا ہے واپڈا نے؟ یہ جو ان کے لائن سپرنٹنڈنٹ ہیں جب زمیندار کے پاس جاتے یں دوسرے تیسرے کے پاس جاتے ہیں جناب اسپیکر یہ حساس مسئلہ ہے۔۔ سیکریٹری صاحب آپ ذرا بیٹھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا صاحب۔

مولوی عبدالباری : یہ حساس مسئلہ ہے یہ پاکستانی نے

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا صاحب میں نے رولنگ دنے دی ہے۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی : (وزیر آبپاشی) جناب اسپیکر

جناب ڈپٹی اسپیکر : خان صاحب میں نے رولنگ دے دی ہے وزیر متعلقہ کی یقین دہانی کے بعد میں نے رولنگ دے دی ہے محرک نے تحریک پر زور نہیں دیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : قرارداد نمبر70 مولانا عبدالواسع صاحب پیش کریں۔

مولانا عبدالواسع : قرارداد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ چونکہ قلعہ سیف اللہ ضلعی ہیڈ کوارٹر ہونے کے ناطے قلعہ سیف اللہ یونین کونسل کی آبادی میں روز بروز اضافے کی بنا پر کئی محلے اور بستیاں آباد ہوگئی ہیں اور موجودہ آبادی پندرہ ہزار سے تجاوز کر چکی ہے لہٰذا بلدیاتی رولز کے مطابق اسے ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دیا جائے تاکہ شہر کی ترقی آمدنی اور وسائل میں اضافہ ہوسکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : قرارداد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ چونکہ قلعہ سیف اللہ ضلعی ہیڈ کوارٹر ہونے کے ناطے قلعہ سیف اللہ یونین کونسل کی آبادی میں روز بروز اضافے کی بنا پر کئی محلے اور بستیاں آباد ہوگئی ہیں اور

موجودہ آبادی پندرہ ہزار سے تجاوز کرچکی ہے لہٰذا بلدیاتی رولز کے مطابق اسے ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دیا جائے تاکہ شہر کی ترقی آمدنی اور وسائل میں اضافہ ہوسکے۔

جی مولانا صاحب آپ کچھ بولنا چاہتے ہیں۔

مولانا عبدالواسع : جناب اسپیکر قلعہ سیف اللہ کی آبادی اتنی تیزی سے بڑھتی جارہی ہے یعنی ایک سال کے بعد دوسرے سال آدھے آبادی کا فرق ہوجاتا ہے کیونکہ وہاں بجلی پہنچ گیا ہے۔ زراعت وغیرہ کے مواقع وہاں موجود ہے لہٰذا آبادی کے اضافے کی بناء پر اور بلدیاتی رولز کے مطابق جو آبادی زیادہ ہوجاتی ہے شہر کے علاقے میں تو وہاں ٹاؤن کمیٹی بن جاتی ہے تاکہ شہر کے صفائی اور ان کے حالات سازگار کرنے کے لئے انتظامات کیا جاسکے۔ تو میں اس ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو پاس کرکے قلعہ سیف اللہ کے عوام کو مشکلات سے نجات دلائے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر میں اس قرارداد کی پرزور حمایت کرتا ہوں کیونکہ قلعہ سیف اللہ غالباً ضلعی ہیڈکوارٹر بھی ہے اور پندرہ ہزار کی آبادی بھی ہے گورنمنٹ رولز کے مطابق اتنے بڑے آبادی والے علاقے کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔

عبدالقہار ودان (وزیر جنگلات) : جناب اسپیکر قرارداد کی میں اپنی طرف سے اور گورنمنٹ کی طرف سے حمایت کریں گے لیکن اگر اس میں تھوڑی سی ترمیم کی جائے قلعہ عبداللہ بھی ضلعی ہیڈکوارٹر ہے وہاں بھی یہی مسئلہ ہے اس کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دیا جائے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر یہ مسئلہ تقریباً بلوچستان کے کئی علاقوں میں ہیں۔ جہاں آبادی کافی بڑھ گئی ہے لیکن ابھی تک وہاں ڈسٹرکٹ کونسل اور یونین چل رہے ہیں میرے خیال میں اس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ بے شک یہ قرارداد منظور کریں تاکہ وہ کمیٹی پورے بلوچستان پر نظرثانی کریں قلعہ عبداللہ کا بھی میں

تائید کرتا ہوں سرانان کی آبادی کافی بڑھ گئی ہے اس کا بھی قرارداد میں اضافہ کیا جائے۔

مولانا عبدالواسع : جناب اسپیکر مولانا عبدالباری اور قہاروودان صاحب قرارداد میں قلعہ عبداللہ اور سرانان کا اضافہ کرنا چاہتے ہیں اگر رولز اجازت دیتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اگر ان کے ترمیم سے میرے قرارداد پر اثر پڑے گا تو میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ میرے قرارداد کو پاس کرلیں۔

مسٹر کچکول علی بلوچ ایڈووکیٹ : جناب اسپیکر جہاں تک مولانا صاحب کے قرارداد کا تعلق ہے ہمیں اس کی ہیت اور مقصد سے کوئی اعتراض نہیں لیکن چونکہ یہ مسئلہ ٹیکنیکل ہے اور اس وقت بلوچستان حکومت کی جو لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ اس سلسلے میں کام کررہا ہے یعنی جو یونین کونسل حدود رقبہ یا ان کی آبادی زیادہ ہے۔ ان کو اپ گریڈ کرنے کے لئے جس طرح مولانا صاحب کہتے ہیں آبادی بڑھتی جارہی ہے آبادی بھی ان کی کمپونینٹ ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یونین کونسل کی کارکردگی یا فنکشن کیا ہے۔ آبادی سے تو کچھ نہیں ہوتا یہ اس وقت ٹاؤن ہوسکتا ہے جب آمدنی خود جرنیٹ کریں۔ وہاں جو اسٹاف ہوگا یا وہاں جو اسٹیبلشمنٹ ہوگی آیا اس یونین کونسل میں اتنی صلاحیت ہے کہ یہ خود اپنے لئے ریونیو پیدا کریں۔ اگر ریونیو پیدا کرسکتا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں جیسا کہ مولانا باری صاحب نے تجویز دی کمیٹی تشکیل دینے کے لئے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو آبادی کو مدنظر رکھیں اور یونین کونسل کی جو رسڈکشن ہے حدود اربعہ ہے اس کو بھی مدنظر رکھا جائے اور سب سے بڑھ کر یہ دیکھا جائے کہ جس یونین کونسل یا بلدیاتی ادارے کو اپ گریڈ کریں گے آیا وہ آمدنی خود پیدا کرسکتا ہے ان سارے چیزوں کو مدنظر رکھ کر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ بلوچستان میں جدھر یہ تین چار پوائنٹ کا جو میں نے ذکر کیا پاپولیشن حدود اربعہ اور آمدنی پیدا کرنے کی صلاحیت ابھی میں ایک مثال دیتا ہوں اپنے حلقے کا

پنجگور میں کچھ علاقے ہیں یا پولیشن کو چھوڑنے میں آپ کو کلکور کا بتادوں جس کی لمبائی چالیس یا پچاس میل ہے ابھی تو میں حیران ہوں لیکن وہاں جو یونین کونسل کی کارکردگی ہے یا جو انتظامی امور ہے وہاں لوگ اتنے پریشان ہیں کہ وہاں جرائم بھی ہو رہے ہیں لیکن چالیس میل کلکور سے لے کر پرہوم تک وہ کس طرح نائب تحصیلدار کو رپورٹ دے گا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ نے اس پر شروع سے کام ہی نہیں کیا ہے۔ اس پر لوکل گورنمنٹ ریو ڈیپارٹمنٹ ازسرنو جو ڈیمارکیشن ہے حدود بندیاں ہیں اس پر ہم سفارش کریں گے لیکن ایک علاقے میں نہ ہو۔ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر اس قرارداد میں جو ترمیم کا ذکر ہے اس سلسلے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو پاس کیا جائے باقی اگر کمیٹی تشکیل دینی ہے کیونکہ یہ کام (ایس ڈی ایم) صاحبان کے حوالے کیا گیا ہے۔ بلدیات کے حدود کو توڑنا اور ٹھیک کرنا ظاہر ہے حکومتی پارٹی کی طرف زیادہ کام ہوگا۔ اس کمیٹی میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے ممبران برابر ہونا چاہئے تاکہ انصاف سے ٹاؤن کمیٹیاں بنائی جاسکیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر) : جناب اسپیکر مولانا عبدالواسع کی قرارداد کی حمایت کرتے ہیں لیکن جیسے میرے دوست کچکول علی نے فرمایا کہ یونین کونسل کے اخراجات یا یونین کونسل کے جو اسٹاف ہوتے ہیں اگر یونین کونسل گریڈ اپ ہو کر ٹاؤن کمیٹی بنے گی تو اس کے اخراجات بھی زیادہ ہوں گے تو اس میں دیکھنا پڑے گا کہ کون سا ایریا ٹاؤن کمیٹی کے مالی طور پر اخراجات برداشت کرسکتا ہے جس کی چونگی سے اتنی آمدنی ہو کہ وہ اسٹاف کے اخراجات برداشت کرسکیں۔ ٹیکنیکل طور پر اگر وہ برداشت کرسکتا ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اگر برداشت نہیں کرسکے گا یعنی ٹاؤن کمیٹی آمدنی پیدا نہیں کرسکے گا۔ چونکہ آج کل گورنمنٹ یونین کونسل اور ٹاؤن

کمیٹی کو گرانٹ نہیں دیتی ہے۔ ان کا اپنا ایک پروگرام ہے اگر دیکھا جائے تو اور بھی بہت سے ایریے ہیں جو اپنے اخراجات برداشت کرسکتے ہیں آبادی کے لحاظ سے بھی ان کا اتنا تعداد بنتا ہے بری بات نہیں کہ اپ گریڈ ہوجائے کیونکہ یہ بنیادی جمہوریت کا حصہ ہے اور قلعہ سیف اللہ میں نے خود ہی دیکھا ہے بڑا شہر ہے قلعہ عبداللہ جس کا ذکر قہار صاحب نے کہا اس کی بھی میں حمایت کرتا ہوں۔ مولانا عبدالباری نے کمیٹی بنانے کی تجویز پیش کی یہ بھی ایک تجویز ہے کمیٹی بنائی جائے تاکہ پورے بلوچستان کا جائزہ لیں کہ یونین کونسل سے اپ گریڈ کرکے ٹاؤن کمیٹی بنایا جائے اور لوکل کونسلوں کی از سرنو حد بندیاں کریں کیونکہ کافی عرصے سے یہ پریکٹس نہیں ہوئی ہے۔ کمیٹی میں اپوزیشن کے ممبران کو شامل کیا جائے ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ کہ قرارداد میں درج ذیل ترمیم کی جائے یعنی قلعہ سیف اللہ اور سرانان کو بھی ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دیا جائے۔ (ترمیم منظور کی گئی)

سوال یہ ہے کہ آیا ترمیم شدہ قرارداد کو منظور کیا جائے (قرارداد منظور ہوئی)

اور ساتھ ساتھ اسمبلی ممبران نے یہ تجویز سامنے لائی ہے کہ ایک کمیٹی کو تشکیل دیا جانا ضروری ہے اس سلسلے میں حکومت جلد از جلد کمیٹی تشکیل دیں جس میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے ممبران ہونا چاہئے۔

قرارداد نمبر74 منجانب نواب عبدالرحیم شاہوانی صاحب۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر صاحب چونکہ نواب عبدالرحیم شاہوانی صاحب موجود نہیں ہیں ان کے یہاں پر میں گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کو اگلے غیر سرکاری دن تک موخر کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر اس قرارداد کو موخر کیا جاتا ہے قرارداد نمبر77 منجانب میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : وفاقی حکومت کی پالیسی کے تحت سال 1985ء سے صوبائی اسمبلی کے تمام اراکین کو اپنے اپنے علاقوں میں ویلیج الیکٹریفکیشن اسکیمات کے لئے تیس تیس لاکھ روپے تک فنڈز فراہم کئے جاتے رہے ہیں لیکن موجودہ وفاقی حکومت کے اقتدار میں آنے کے بعد صرف سال 94-1993ء کے دوران بیس لاکھ روپے دیئے گئے تھے بعد ازاں سال 95-1994ء وسال 96-1995ء کے دوران صوبہ بلوچستان کے اراکین کو بجلی کی فراہمی کے سلسلے میں کوئی فنڈز مختص نہیں کئے ہیں۔ جس کی وجہ سے صوبے کے ترقیاتی پروگرام پر برا اثر پڑرہا ہے۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے فوری طور پر رجوع کرے کہ وفاقی پالیسی کے مطابق ویلیج الیکٹریفکیشن کی مد میں سال 95-1994ء اور 96-1995ء کے لئے مطلوبہ فنڈز فراہم کرنے کے جلد اقدامات کرے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : قرارداد پیش ہوئی جی آپ اگر اس پر بولنا چاہیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر صاحب جب سے یہ اسمبلیاں وجود میں آئی ہیں 1985ء سے تو ہر ایم پی اے کو کوٹہ دیا جاتا تھا کوٹہ کا مطلب یہ ہے کہ نشاندہی کے لئے کہا جاتا تھا کہ وہ اپنے حلقے کے اندر ویلیج الیکٹریفکیشن کے لئے نشاندہی کرے تو دور اور نزدیک کے تحت گاؤں جو ہے وہ کوئی تین گاؤں ہوتے تھے کہیں پر چار کہیں پر پانچ ہوتے تھے یہ سلسلہ 1985ء سے شروع ہوا ہے جو اب تک چل رہا ہے اور تب جو اس وقت کی حکومت ہے 89-1988ء میں بھی انہوں نے دی پیپلزپارٹی کے دور میں بھی صوبائی کوٹہ مختص کیا تھا ایم پی اے کا اور پچیس لاکھ غالباً" دیتے تھے اور اس کے میاں نواز شریف کا حکومت آیا انہوں نے بھی تیس لاکھ روپے ہر سال ہر ایم پی اے کے حلقے میں نشاندہی کے لئے کہا تھا لیکن جب سے یہ مرکزی حکومت برسر اقتدار آئی ہے تو انہوں نے ایم پی اے کا کوٹہ بند کردیا ہے اور پہلے سال میرے خیال میں انہوں نے بیس لاکھ دیتے اس کے بعد 94-1995ء اور 95-1996ء ایم پی اے کو

کوٹہ نہیں دیا تو ہمارا سارا دارومدار اور اپنے ذرائع وہ مرکز لے جاتا ہے پھر دوسرے طریقے سے ہمیں واپس کرتی ہے وہ تو ہمیں صرف اپنے بجٹ کے لئے دیتے ہیں لیکن آخر کار ہمارے صوبے کے اندر بجلی کے بھی تو مسائل ہیں کہیں پر گرڈ اسٹیشن کی ضرورت ہے کہیں گاؤں کو بجلی کی ضرورت ہے تو میں اس ایوان کے ذریعے پرزور سفارش کروں گا مرکزی حکومت کو کہ وہ ہمیں 95-1994ء اور 95-1996ء کے فنڈز جو انہوں نے بند کئے ہیں انکو دوبارہ بحال کرے بلکہ مہنگائی اور روپے کی کمی بھی انہوں نے کی ہے تو اس کو مدنظر رکھتے ہوئے بجائے کہ ابھی پچیس یا تیس لاکھ رکھے بلکہ ہر ایم پی اے کو بلوچستان میں چونکہ دور دراز علاقے ہیں یعنی بمشکل ایک گاؤں کو پچاس لاکھ میں بجلی مہیا ہوتا ہے کوئی چالیس لاکھ میں کوئی تیس لاکھ میں کوئی دس لاکھ میں تو اس فنڈ کو بھی بڑھایا جائے اور اس فنڈ کو بھی بحال کیا جائے اور اس کے علاوہ یہ چونکہ واپڈا کے متعلق ہے تو ابھی بحث ہوتی تھی جیسا کہ مولانا باری صاحب نے فرمایا تھا کہ پشین کی بجلی کاٹ دی ہے اور اسی طرح خضدار اور مستونگ میں بھی بجلی کاٹ دی ہے تو اس میں گزارش کروں گا کہ ایسے بھی ہے کہ جنہوں نے پے منٹ نہیں کئے ہیں ان کے کنکشن ڈسکونیکٹ کئے ہیں اور جنہوں نے پے منٹ کیا ہے اس کے بھی ڈسکونیکٹ کئے ہیں تو میں اس کے ذریعے پرزور اپیل کروں گا کہ وہ میری اس قرارداد کی حمایت کریں کہ ایم پی اے فنڈ کو بحال کیا جائے پچاس لاکھ کی صورت میں اور ناجائز طریقے سے جو واپڈا نے ڈسکونیکٹ کئے ہیں کنکشن ان کو بھی بحال کیا جائے۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) : جناب اسپیکر صاحب جہاں تک کھوسہ صاحب کی قرارداد کا تعلق ہے یہ بالکل صحیح واقعات پر مبنی ہے اور ہم گورنمنٹ کی طرف سے سو فیصد تائید کرتے ہیں کہ یہ فنڈز پچھلے دو سالوں ایم پی اے کو جیسا کہ کھوسو صاحب فرمارہے ہیں پہلے ملتے رہے ہیں اور اب یہ نہیں ملتے مگر یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے جہاں تک قرارداد کا تعلق ہے اس کی تو ہم حمایت کرتے ہیں مگر فیڈرل

گورنمنٹ نہ صرف واپڈا کے معاملے میں بلکہ بہت سارے اور ایسے معاملے ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ مسلسل زیادتی کررہے ہیں سوشل ایکشن بورڈ ہے ویلج الیکٹریفیکیشن ہے دوسری چیزیں ہیں واپڈا کے سلسلے میں مولانا صاحب نے شکایت کی حد تک تو بات کردی کہ پشین میں یہ تکلیف ہے مستونگ میں یہ ہے وہاں پر یہ ہے اور یہ وہ مگر مولانا صاحب جو مہینے میں دو دفعہ بینظیر سے ملاقات کرکے آتے ہیں ان کے سامنے یہ بات کیوں نہیں رکھتا جب اس کے اپنے اسکیم اور اپنے پیسے کی بات آتی ہے تو پھر وہ سوشل ایکشن بورڈ کے خلاف نہیں بولتا بلکہ اس کی صدارت قبول کرتا ہے میرے علاقے میں پیپلز پارٹی کے تین آدمی نہیں تین ممبر نہیں ہیں میرے سارے علاقے میں مگر اس کا چیئرمین مولانا ہے سوشل ایکشن بورڈ کا آرے تو کہاں سے آگیا تیرا کیا تعلق سوشل ایکشن بورڈ سے تو کہہ رہا ہے کہ بے نظیر کی حکومت کے خلاف ہیں عورت سے ملاقات کرکے نکل آتا ہے باہر پھر کہتا ہے کہ ہم عورت کی حکمرانی نہیں مانتے یہ مسلسل یہ کہہ رہے ہیں ادھر ملاقات کرتے ہیں یہ اور اس کے جمعیت العلماء کا جو فارن کمیٹی کا چیئرمین ہے مولانا صاحب وہاں ملاقات کرکے آتے ہیں باہر جب آتے ہیں کہ ہم عورت کی حکمرانی نہیں مانتے ہیں تو یہ واپڈا کے معاملے میں بھی یہی بات ہے تو مولانا صاحب اور ان کے پارٹی سے یہی درخواست کریں گے کہ جب آپ وہاں ملاقات کے لئے جاتے ہیں تم تو کہتا ہے کہ بلوچستان کا برا حال ہے بلوں کا بھی دوسری چیزوں کا بھی جو ہمارے حقوق ہیں وہ بھی ہمیں ملتے نہیں یہی حال سوشل ایکشن بورڈ کا ہے اور دوسری چیزوں کا ہے یہ ساری باتیں اگر مشورے سے وہاں جائیں تو ہم آپ کو یہی مشورہ دیں گے کہ ہمارے تکالیف کو صحیح طریقے سے صحیح معنوں میں ان کے سامنے رکھیں جہاں تک جناب عالی اس قرارداد کا تعلق ہے ری مینٹلی بھی اخبار کے ذریعے سرکاری طور پر ہمیں کوئی اطلاع نہیں ملی ہے کہ کویت کے ساتھ اب اربوں روپے کا کنٹریکٹ گورنمنٹ نے سائن کیا ہے فیڈرل لیول پر یہ کنٹریکٹ سائن ہوا ہے پتہ نہیں اس کنٹریکٹ میں سے ہم کو اپنا حصہ

ملے گا یا پچھلا جو حساب ہے جیسے کہ کھوسو صاحب کہہ رہا ہے 94-93ء اور یہ جو بقایا جات ہے اس کی وہلیج الیکٹرکفیکیشن بلکہ یہاں پر کھوسو کی قرارداد میں ایک اور بات کا اضافہ کرتا ہوں کہ واپڈا والے جو پہلے انہوں نے جو کام لئے ہوئے ہیں جب ہم نے ان کو اپنے گاؤں کے جتنے بھی ہم کو الیکٹرکفیکیشن کے لئے فنڈز ملے تھے ان کے حوالے کی ہیں وہ کام واپڈا والوں نے ابھی تک نہیں کئے ہیں جو پچھلے چل رہے ہیں جہاں تک واپڈا کے بلوں اور تکالیف کے کئی اور قراردادیں ابھی آئی ہیں دالبندین کا واقعہ ہے دوسرے واقعے ہیں ان میں ہمارا بہت ہی کم (SAY) ہے۔جناب اسپیکر

We are very regretted to say in this matter.

یہ فیڈرل گورنمنٹ کا معاملہ ہے فیڈرل گورنمنٹ ایسے معاملوں میں ہمارے بلوچستان گورنمنٹ کے ساتھ صحیح معنوں میں اشتراک نہیں کررہی ہے اور اسی وجہ سے یہ پیچیدگیاں پیدا ہورہی ہیں یہاں تک کہ کھرصاحب جو بجلی اور پانی کے وزیر ہیں خود یہاں تشریف لائے ہمارے وزیر اعلیٰ نے ان کے سامنے ہمارے جتنے تکالیف تھے بلوچستان میں بجلی کے کنکشن کاٹنے اور بلوں کی ادائیگی اور دوسرے اس سلسلے میں کھر صاحب تشریف لائے سینیٹ کی کمیٹی کا میٹنگ یہاں پر ہوا جس میں زمیندار بھی تھے یہاں کے جو عوامی نمائندے تھے وہ بھی تھے سب مل بیٹھ کرکے کئی فیصلے کئے ہیں فیڈرل گورنمنٹ کے سامنے کھرصاحب نے تو یہاں تک وعدہ کیا کہ جتنے یہاں پر پینڈنگ بل ہیں ہم 50 فیصد آپ کو ریبیٹ دیں گے اس میں اور 50 فیصد اقساط میں وصول کریں گے ہم ابھی تک کھرصاحب کی اس معاہدے کا انتظار کررہے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ کب آئے گی اور کب ہماری زمینداروں کو یہ فیسلیٹی مہیا کرے گی تاکہ ہمارے زمینداروں کی آئے دن جو شکایات ہیں اور بلوں کی ادائیگی کی اور دوسری چیزوں کی یہ ساری تکالیف کے اب نہ فیڈرل گورنمنٹ آتی ہے ہمارے ساتھ جو معاہدے ہیں اس کو بھی آنر نہیں کررہے ہیں اور آئندہ کے لئے وہ ہمارے ساتھ کوئی پروگرام نہیں بنارہے ہیں

تو لہٰذا سارے بات وہ کرکے پیپلز بورڈ میں پیپلز ایکشن پروگرام وغیرہ جس میں مولانا صاحب شامل ہیں اب ہم مولانا صاحب اور حزب اختلاف سے یہ درخواست کریں گے کہ وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کرکے فیڈرل گورنمنٹ پر یہ دباؤ ڈالیں کہ یہ جو ہمارے بجلی کے واپڈا کے معاملے میں جتنے تکالیف ہیں اس میں وہ ہمیں اپنا فنڈ جو ہمارا حق بنتا ہے جیسے کہ کھوسہ صاحب کہہ رہا ہے ہم سو فیصد اس کی حمایت کرتے ہیں ہمیں اپنا حق نہیں مل رہا ہے اور ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ فیڈرل کو متاثر کرسکیں کہ ہمارے لوگوں کو یہاں پر کیا کیا تکالیف ہورہی ہیں یہ جناب عالی پوزیشن ہے جو میں نے ایوان کے سامنے رکھ دی ہے میرے خیال میں اس سلسلے میں بحث کی ضرورت نہیں ہے ہم کھوسو صاحب کی قرارداد کی سو فیصد حمایت کرتے ہیں۔ Thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی مولانا صاحب۔

مولانا عبدالواسع : جناب اسپیکر جہاں تک کھوسو صاحب کی قرارداد کا تعلق ہے تو ہم اس کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اچکزئی صاحب نے جو فرمایا یقیناً انہوں نے صحیح فرمایا یعنی ہمارے صوبے کی بجلی سے ہٹ کر اور جو ہمارے صوبے کے مفادات ہیں یا جو مراعات ہیں یا ہمارے صوبے کے جو حقوق ہیں ابھی تک مرکزی حکومت نے ہمیں کوئی چیز نہیں دی ہے اگر گیس کے حوالے سے ہو تو بھی اگر ملازمتوں کے حوالے سے ہو تو اور اگر بجلی کے حوالے سے ہو تو بھی تو جناب اسپیکر اس بارے میں اچکزئی صاحب کی تقریر کی اس حد تک حمایت کرتا ہوں کہ اس کے اندر اتنا شعور پیدا ہوگیا کہ انہوں نے اپنے صوبے کے حقوق کے لئے آواز اس فلور پر بلند کردیا لیکن میں ان سے یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے ہماری جماعت پر جو الزام لگایا آج اس فلور پر میں ان لوگوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ آج سے جو جعفر خان صاحب یعنی کسی بورڈ کے میٹنگ میں جارہا ہے جو صوبے کے حقوق کی بات اس بورڈ میں ہورہی ہے تو سارے ممبر اس کے حق میں بھی ہوں کہ ساری حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے جو ممبرز

حضرات ہیں سارے اکٹھے چل کے وہاں احتجاج کریں گے جو بھی طریقہ اختیار کریں گے اگر ہمارے ممبران پیچھے ہوتے ہیں تو اس بے نظیر کی چادر ہمارے سر پر چڑھائیں اور اگر یہ لوگ پیچھے ہوگئے تو ہم اس بے نظیر کی چادر ان لوگوں کے سر پر چڑھائیں گے کیونکہ ہماری جماعت اس صوبے کے حقوق کے لئے ہم سب سے پہلے ہیں لیکن انہوں نے کہا کہ مولانا صاحبان ہم اسمبلیوں کے حوالے سے ضرور کسی حکمران سے کسی حکمران کے حوالے سے ہم نے ملاقات کی ہے صوبے کے حوالے سے ہم نے بات کی ہے اپنے حلقوں کے حوالے سے ہم نے بات کی ہے لیکن ہم نے کبھی بھی بے نظیر کی پیغام دوسرے تک نہیں پہنچایا ہے جیسے ان کا محمود خان اچکزئی نے بے نظیر کے پیغامات شروع کردیئے اور شیخ رشید تک جیل تک پہنچانے کے لئے یعنی ان کی ایلچی اپنے آپ کو بنا کر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جناب مولانا صاحب آپ قرارداد سے متعلق بات کریں۔

مولانا عبدالواسع : انہوں نے بھی بات کردی ہے لیکن میں نے کوئی غلط بات نہیں کی ہے ہمیں کسی کے ایلچی بننے کا نہ شوق ہے نہ ہماری یہ اصول ہے ہم اصول پسند جماعت ہیں اور ہم ان لوگوں سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ آج جو ان کے منہ سے یہ بات نکلی کہ ہم اس صوبے کے حقوق کے لئے میں آج اس فلور پر کہتا ہوں کہ اس موجودہ حکومت نے نہ اس صوبے کو گیس کے حوالے سے جو ہمارا حق بنتا تھا لیکن ابھی تک کوئی چیز بھی نہیں دیا ہوا ہے نہ بجلی کے حوالے سے ملازمتوں میں کون سا کوٹہ ہمیں دیا ہے کچھ بھی نہیں دیا ہے لیکن یہ جو مگسی کی قیادت میں بیٹھے ہیں مگسی ان کے ساتھ دوروں پر جاتے ہیں مگسی کو اس طرح بٹھایا ہوا ہے کہ میں آپ کی حکومت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہوں گا آپ صوبے کے حقوق کے لئے کوئی آواز نہ اٹھائیں اگر ان میں کوئی سیاسی جماعت ہے یہ بی این ایم والے یہ پشتونخواہ والے یہ مسلم لیگ والے یہ تو سیاسی لوگ ہیں یہ تو سیاسی جماعتیں اپنے آپ کو کہتی ہیں تو اس صوبے کے حقوق کے

اگر جمعیت العلمائے اسلام ان سے پیچھے ہوگئی تو اسی دن اسی فلور پر ہمیں لعنت بھیجیں لیکن اگر وہ مگسی کی قیادت میں اپنا مفادات خراب نہیں کرتے اپنا کرپشن کرتے ہیں اپنا لوٹ کھسوٹ کرتے ہیں، اپنے مفادات میں پسے ہوئے ہیں لیکن ہمارے اوپر گند ڈالتے ہیں کہ یہ جمعیت العلمائے اسلام والے نہیں کریں گے اور یہ ان کے ساتھ ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ یہ موجودہ حکومت سب سے پہلے بے نظیر کے ساتھ ہیں یہ مگسی کی قیادت میں جو حکومت بنی ہے آزاد رکن کی قیادت میں جو حکومت بنی ہے تو کیا سیاست ہے ان کا ایک حلقہ ہے نہ ان کی کوئی سیاسی جماعت ہے نہ ان کا کوئی سیاسی پروگرام ہے لیکن یہ سب کو نچا رہے ہیں اور یہ ان کے لوٹ کھسوٹ کے لئے دروازے کھولے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا صاحب غیر متعلقہ بات چیت سے گریز کریں قرارداد کے حوالے سے اگر کچھ بولنا چاہیں تو آپ کو اجازت دیتا ہوں آپ مختصر کریں۔

مولانا عبدالواسع : ان ممبروں کو جو کوٹہ مل رہا تھا میں یہ کہتا ہوں کہ ان کا حق ہے ضرور ملنا چاہئے کیونکہ ان کے بھی حلقے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ میں اس کے حق میں ہوں اس ایوان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس این ایف سی بورڈ کے دوران جو ہمارے نمائندے وہاں جاتے ہیں تو ہمارے سارے ممبر وہاں جاکر اس صوبے کے غریب عوام کے حقوق کے لئے آواز بلند کریں پھر یہاں یہ لڑائی لڑے تو لڑے اور یہ جاکر وہاں احتجاج کے طور پر اپنے نمائندوں کی حمایت کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : شیر جان صاحب کچکول علی صاحب آپ سے پہلے اٹھے ہیں۔ جی کچکول علی صاحب۔

مسٹر کچکول علی (وزیر ماہی گیری) : جناب اسپیکر صاحب ایک تو ہم اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ مولانا صاحبان نے کچھ باتیں ایسی کی ہیں کہ جو گورنمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ تو اب مگسی کے ساتھ ہیں اس

لئے کہ وہ اپنے ذاتی مفادات اور عزائم کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں میرے خیال میں یہ کس حد تک زیادتی ہے بی این ایم یا دوسری جو کچھ پارٹیاں ہیں ان کی ایک سوچ ہے ہم تو یہ کہتے ہیں یہ ایک بڑا المیہ ہے کہ اس وقت ہم گورنمنٹ نہیں بنا سکتے ہیں ہم لوگوں نے نہیں کہا کہ یہاں صرف ذوالفقار صاحب ہی وزیر اعلیٰ بن جائے بلکہ ہم کل ہی کہیں گے کہ کوئی ایماندار آدمی جو بھی ہو کسی پارٹی سے اس کا تعلق ہو اور بلوچستان کے بارے میں اس کے عزائم اچھے ہوں بی این ایم والے یا میرے خیال میں مولانا صاحب اس سلسلے میں بی این ایم نے مگسی کے حکومت میں یا جو بی این ایم بھی ہوئی ہے بات یہ ہے کہ چھوٹے لوگ جو کچھ بھی کریں ان کی اہمیت نہیں ہوتی ہے بی این اے کی حکومت میں جو بھی کام ہوئے ہیں بلوچستان کے لئے جو بھی شور شرابا ہوا وہ بھی بی این ایم والوں نے اور قوم پرستوں نے یہاں کیا ہے اس وقت جو مگسی کی حکومت چل رہی ہے میرے خیال میں پاکستان کے مسئلے کو بین الاقوامی اداروں میں کسی نے نہیں اٹھایا ہے بلکہ ہم لوگوں نے کانسٹیٹوشن کی وائیلیشن کی ہے ہمارے پاس یہ سارے پیپرز ہیں ہم نے یو این او کے سفیروں کو دیئے ہیں تاکہ پاکستان میں جو حکومت ہے جو اسلام کا نام لے رہی ہے جو وفاق کا نام لے رہی ہے بلوچستان کے نام کے ساتھ یہ سراسر ناانصافی ہے میرے خیال میں ہم لوگ ہر چندے کہ اس حکومت کے ساتھ ہیں لیکن ہم پر آپ یہ الزام نہ لگائیں کہ آپ لوگ بلوچستان کے حقوق کی خاطر خاموش ہیں اور صرف مگسی کی حکومت کو چلانا چاہتے ہیں ایسا نہیں ہے ہمیں پتہ ہے کہ اگر مارشل لاء ہو جائے تو آپ کو تو اسلام کا نام ہے لیکن ہمیں تو وہ کہیں گے کہ ہاں بھائی اس وقت آپ نے کیوں سارے پاکستان کے معاملوں کو غیر ممالک کے سفیروں کو کیسے پہنچادیا ہے یونائیٹڈ نیشنز کو کس طرح پہنچا دیئے؟ ہم لوگ یہ جانتے ہیں کہ کل کیا ہو گا لیکن ہم لوگوں نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ ہم بلوچستان کے حقوق کی خاطر چاہے وہ آرمی ہو چاہے وہ بے نظیر ہو چاہے وہ نواز شریف ہو جو بھی ہو ہم لوگ کبھی خاموش نہیں رہیں گے اور نہ کبھی ہم خاموش رہے

ہیں پریذیڈنٹ کو بھی میرے خیال میں کوئی دوست وہاں ہوئے ہیں سبی میں ہم لوگوں نے ایک میمورنڈم دیا ہے اور اس کو کہہ دیا ہے کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ یہاں جو وائیلیشن ہو رہی ہے اور بلوچستان کے ساتھ جو ناانصافیاں ہو رہی ہیں آپ خدا کے لئے بلوچستان کے ساتھ انصاف کروالیں لیکن اس کے باوجود مولانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ ان لوگوں نے کرپشن کی ہے اور یہ لوگ بلوچستان کی خاطر خاموش ہو رہے ہیں جہاں تک این ایف سی ایوارڈ کا تعلق ہے میرے خیال میں ہمارا فنانس منسٹر ہے ہر چند کہ ڈاکٹر مالک صاحب ہیں وہ اپنی بساط کے مطابق کوشش کر رہے ہیں ہم لوگ پیپر ورک بھی کر رہے ہیں ہم لوگوں نے یہ حیثیت منسٹر نہیں ایم پی اے کی حیثیت سے نہیں بلکہ یہاں کے شہری ہونے کی حیثیت سے درخواست کی تھی معلوم نہیں کتنے کتنے دن ہم اپنے اخبار والے دوستوں کے منت سماجت کرتے رہے ہیں کہ بھائی بلوچستان کے مسئلوں کو آپ ہائی لائٹ کرلیں بلوچستان کے مسئلوں کو آپ لوگ آگے لائیں اوپر لائیں صرف یہ کہنا کہ جو دوست ہیں صرف کرسیاں ان کو پسند ہیں ہمیں پتہ ہے ہم تو سارے فٹ پاتھ والے ہیں ہم تو پیدل چل سکتے ہیں ایسا کہ آج یہ گاڑی ہمارے ساتھ ہے اور ہم پیدل نہیں جاسکتے۔ جناب اسپیکر ہمارا ایک کمٹمنٹ ہے بلوچستان سے ہمارا ایک جذبہ ہے بلوچستان کے حقوق سے ہمیں دلچسپی ہے ہاں اس سلسلے میں کچھ کمزوریاں ہیں کہ ٹریژری بینچز کو جو حکومت چل رہی ہے لیکن بلوچستان کے حقوق کی خاطر ایک ٹھوس اور جامع پروگرام ہونا چاہیئے میں آپ کو کہتا ہوں سینڈک استحصالی اسٹیٹ ہے اور یہاں جو بھی مظلوم اقوام ہیں ان کے ساتھ ناانصافیاں ہو رہی ہیں اس سے بڑھ کر اگر کوئی اور طریقہ ہے تو آپ ہمیں بتادیں آپ کے پاس تو طالبان ہیں ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جناب مولانا صاحب آپ خاموش رہیں شیر جان صاحب آپ بولیں ذرا مختصر۔

سید شیر جان بلوچ : جناب اسپیکر اول تو یہ قرارداد جو میر ظہور خان کھوسہ نے پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں یہ قرارداد انتہائی مفید ہے اور اس کی بھی بلوچستان کے ایک نمائندے ہونے کی حیثیت سے ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے اس حق کی نہیں بلکہ سارے حقوق یہاں بیان کئے گئے ہیں ایک لائحہ عمل کے تحت اگر اسٹرگل شروع ہوئی تو انشاء اللہ ہمیں کوئی پیچھے نہیں پائے گا۔ جناب اسپیکر تھوڑی بہت وضاحت کردوں کہ ہمارے دوست فنانس منسٹر نے اس سے ہٹ کر جو الزامات وفاقی حکومت پر لگائے ہیں خیر یہ تو ان کا حق بنتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں جس طرح پیپلزورکس پروگرام کے حوالے سے ہر ڈسٹرکٹ کو جو سالانہ پچاس پچاس لاکھ روپیہ دیا جاتا ہے علاوہ کانسٹیچونسی فنڈ کے جو حزب اختلاف کے اداروں کے ہوتے ہیں لیکن انہوں نے اس جمہوری دور کو اس جمہوری عمل کو جو برسوں سے ہمارے نصیب میں نہیں آتا ہے اور کبھی کبھی آتا ہے تو اس میں میں گلہ بھی نہیں کرتا ہوں کیوں کہ ان کا ایک ایسی پارٹی سے تعلق ہے جو یا تو مارشل لاؤں کے ان چیفوں کے منظور نظر ہوتے ہوئے چور دروازوں کے ذریعے اقتدار میں آتے ہیں یا جمہوریت پر مارشل لاء کو فوقیت دیتے ہیں ان کے مفادات ان کے اسی طرز عمل سے وابستہ ہیں۔ (مداخلت)

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) : (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور اس ہاؤس کے سامنے یہ پوائنٹ آوٹ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اعتراض اس بات پر ہے کہ آپ اپنی جتنی بھی مہم چلارہے ہیں وہ جمہوریت کے نام پر لیکن میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں میری کانسٹیچونسی میں پیپلزپارٹی کا یونین کونسل کے لیول تک بلکہ کسی بھی لیول تک کوئی نمائندہ نہیں ہے لیکن وہاں ہمارے منتخب ممبرز ہیں ایم پی اے ہیں ایم این اے ہیں یہ سارے ہیں۔ آپ کم از کم جمہوریت کی بات تو نہ کریں۔

علاقے میں آپ نے جو سوشل ایکشن پروگرام شروع کیا ہے۔ بورڈ بنایا ہے اس

میں کوئی منتخب نمائندہ نہیں ہے۔ اور جو وہاں پر غیر متعلقہ لوگ ہیں ان کے ذریعے آپ یہ پچاس لاکھ روپے خرچ کروا رہے ہیں تو آپ اس کو جمہوریت کا نام کیسے دیتے ہیں اور ہمارے اس سارے ہاؤس کا اعتراض یہی ہے کہ بلوچستان میں جو سوشل ایکشن بورڈ بنائے ہیں اس کو جمہوری طریقے سے چلا نہیں رہے ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ اس کو جمہوری طریقے سے چلائیں مگر آپ چلا نہیں رہے ہیں۔ آپ کس منہ سے جمہوریت کا نام لیتے ہیں جہاں آپ کا کوئی نمائندہ ہی نہیں ہے۔ جہاں آپ کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ جمہوریت کہاں ہے۔

مولانا عبدالواسع : جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حمید خان نے جو بات کی ہے میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارا وہاں کوئی نمائندہ نہیں ہے۔ آپ نے جو کلاشنکوف کے زور پر جیت لیا ہے یہ آپ کی جیت نہیں ہے وہاں پر حقیقی نمائندہ موجود ہے دوسری بات میں یہ کہتا ہوں کہ چیف منسٹر نے یہ تسلیم کرلیا ہے آپ اپنے چیف منسٹر سے گلہ کریں پیپلزپارٹی سے گلا نہ کریں۔ چیف منسٹر نے تسلیم کیا ہے پھر انہوں نے نمائندے رکھے ہیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر) : جناب والا میں پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہتا ہوں مولانا صاحب اگر اس کریٹریا کو درست قرار دیتے ہیں تو چلو بلوچستان میں بھی اس کی بسم اللہ کردیتے ہیں کہ جدھر ان کے نمائندے نہیں ہیں شیر جان صاحب ہیں مولانا صاحبان ہیں دوسرے ہیں جدھر وہ منتخب ہوجاتے ہیں ادھر تو اپنا حق ہمارے فنڈ میں سمجھتے ہیں۔ جدھر سے ہم منتخب ہیں وہاں فیڈرل گورنمنٹ کے فنڈز میں ہمارا حق نہیں سمجھتے ہیں ٹھیک ہے اگر آپ اس طریقہ کار کو آپ جائز قرار دے رہے ہیں تو ٹھیک ہے سو بسم اللہ کل سے میں بلوچستان میں اس پر عمل درآمد کروادیتا ہوں۔ یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے ایک دستخط کرنے کی بات ہے کہ بھائی ٹھیک ہے کریٹیریا یہ ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : شیر جان صاحب کو بولنے دیں۔ جعفر صاحب تشریف

رکھیں قرارداد سے متعلق بولیں۔

سید شیر جان بلوچ : جہاں تک سوشل ایکشن بورڈوں کا تعلق ہے جن اضلاع میں ہم نے کام شروع کرلئے ہیں وہ صوبائی حکومت کی اجازت کے بعد ہی کرلئے ہیں۔ یہ صوبائی گورنمنٹ کی اجازت کے بعد ہی شروع کرلئے ہیں یہ نہیں ہے کہ ہم نے اس صوبے کو اعتماد میں نہیں لیا ہے زبردستی ان پر تھونپا ہے۔ بہت سے ڈسٹرکٹ ایسے ہیں جہاں پر ہم نے سوشل ایکشن بورڈ نہیں بنائے ہیں۔ جہاں پر مگسی صاحب نہیں مانے ہیں وہاں پر ہم سے شروع نہیں کیا ہے تو ہم نے یہ عمل بھی یہاں پر ہم لوگوں نے جمہوری طریقے سے اپلائی کیا ہے۔ یہ غلط ہے کہ ہم لوگوں نے جمہوری طریقے سے نہیں کیا ہے۔ یہاں مل بیٹھ کر جب فیصلہ ہوا تو وہاں سوشل ایکشن بورڈ کا کام شروع کردیا گیا ہے۔ جناب میری گزارش یہ ہے کہ اس طرح سے کویت فنڈ سے بھی ہیں کچھ پیسے ملنے ہیں تو صوبائی حکومت کی طرف سے صوبائی ممبران کو دیں گے لیکن یہ فنڈز ابھی تک ہمیں نہیں ملے ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ جو بھی معاملہ ہو اگر متفقہ لائحہ عمل کے ساتھ حکومت کے ساتھ اگر بلوچستان کے حقوق کے لئے لڑنا ہو تو یہاں پر جو پیپلز پارٹی میں ہوتے ہوئے بھی ہم نے پہلے بھی ساتھ دیا ہے اور اب بھی ان کا ساتھ دیں گے۔ جناب میں اپنی اس مختصر تقریر کے بعد میں اپنی پارٹی کی طرف سے اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

حاجی محمد شاہ مردان زئی (وزیر) : جناب اسپیکر میں بھی مختصر کچھ اس قرارداد کے متعلق بولنا چاہتا ہوں مگر آپ نے اس قرارداد کو اتنا وسیع کردیا ہے۔ سب کو جواب دینا ہوگا۔ میں تو اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ کہ ظہور حسین صاحب نے یہ اچھا قرارداد لایا ہے۔ لیکن یہ صرف قرارداد نہیں ہے اس میں بہت سی چیزیں ہیں۔ وفاقی حکومت نے جو غصب کئے ہوئے ہیں یہ غاصب ہے۔ میں مولانا صاحب کے توسط سے ان کو اپیل کروں گا کہ وہ انصاف کرے۔ پیپلز پارٹی کے موقف پر تو شیر جان صاحب

نے اچھی روشنی ڈالی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ قوم کو بھکاری بنا رہے ہیں۔ اس لئے کہ یہ سائیکل ' یہ بیت المال ' ایک تھیلی آٹا اور ایک ایک کلو گھی جو کہ اچھے خاصے آدمی ہوتے ہیں ان کو ایک کلو گھی پکڑا دیتے ہیں۔ اور وہ چلے جاتے ہیں۔ یہ بھکاری ہوتے ہیں میں سمجھتا ہوں اور میں جانتا ہوں یہ کس لئے تھے اور ہم ان سے کیا توقع رکھ سکتے ہیں یہ ہو نہیں سکتا ہے مجھے معلوم ہے کہ کمزور لوگوں کی حکومت کمزور ہوتی ہے۔ ان کے کام بھی محدود ہوتے ہیں ایک سائیکل تک محدود ہو جاتے ہیں ایک کلو گھی تک محدود ہو جاتے ہیں۔ عورتوں کی سربراہی میں تو یہ سائیکل ہی مل سکتے ہیں اور کیا مل سکتا ہے۔ نبیؐ کی ایک حدیث ہے وہ کہتے ہیں اور قوم پر لعنت ہوتی ہے جس کی سربراہ عورت ہوتی ہے۔ ہم تو ایسے لوگ ہیں۔

مولوی عبدالباری : یہ حقیقت ہے کہ اس قرارداد کا ہم بھرپور حمایت کریں گے اور نہ صرف قرار داد کی حد تک بلکہ اس فلور پر جب گیس ڈویلپمنٹ سرچارج کے بارے میں قرار داد پیش ہوئی تھی اس وقت ہم نے پارٹی کی طرف سے یہ یقین دہانی کرائی کہ اسی قرار داد کو اس مسئلے کو نہ صرف بلوچستان اسمبلی تک بلکہ قومی اسمبلی اور سینٹ میں ہمارے سینیٹر صاحبان اور ایم این اے صاحبان بلوچستان کی حقوق کے لئے مشترکہ حکمت عملی طے کرکے بلوچستان کے مشترکہ مفادات کے لئے لڑیں گے اور جناب اسپیکر جب بھی ہم نے کوئی ملاقات کی ہے وزیر اعظم صاحبہ کے ساتھ میں نے خود ملاقات کی ہے تو ہم نے بلوچستان رائلٹی گیس ڈویلپمنٹ سرچارج گیس رائلٹی اور ہمارے ایم پی ایز کا جو کوٹہ ہوتا ہے بجلی میں تو اس کی میں نے بات کی ہے۔ اور یہاں تک کہ یہاں جو قرار داد پیش ہوئی تھی اور متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس ہوئی تھی یہ جو ایم پی ایز کا دو دو ویلج کوٹہ ہوتا ہے بجلی کا کہ میں نے یہاں تک کہہ دیا وہاں پر کہ بلوچستان اسمبلی نے ایک متفقہ قرار داد پاس کی ہوئی ہے۔ اور جہاں تک جناب اسپیکر جمیعت علمائے اسلام کا تعلق ہے مختصرا" عرض یہ ہے کہ جمیعت علماء اسلام مرکزی کیبنٹ

اور مرکزی حکومت میں شامل نہیں ہے جس طرح جعفرخان صاحب کو گلہ ہے شکوہ ہے۔ کیونکہ کیبنٹ کا حصہ ہوتا ہے وزیر یا وزیر مملکت جمعیت علمائے اسلام کا نہ ایک رکن وزیر ہے نہ وزیر مملکت اور جہاں تک حکومتی پالیسیوں کی بات ہے جمعیت علمائے اسلام نے اپنی پالیسی کے تحت جو بھی پالیسی اسلام اور پاکستان کے خلاف ہوتے ہیں ہم نے مرکزی حکومت کی بھرپور مخالفت کی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ملی اتحادی کونسل کے ذریعے سے ہم نے مرکزی حکومت کی مخالفت کی عقیدہ ختم نبوت کے لئے مدارس کو انہوں نے چھیڑا ہم نے بھرپور مخالفت کی ..... اور دوسرے تیسرے تو اس حوالے سے جمعیت علماء اسلام نہ حکومت میں شامل ہے اور نہ ہی ان کی پالیسی کا پابند ہے اور جہاں تک جناب

اسپیکر میں صوبائی حکومت کو ایک مشورے کے طور پر میں نے چیف منسٹر صاحب کو بھی مشورہ دیا ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ آپ لوگ اپنے اعمال کو بھی ذرا درست کریں۔ جناب اسپیکر مجھے ایک لیٹر ملا ہے پی اینڈ ڈی کی طرف سے جناب اسپیکر آپ کے علم میں ہو۔ آپ اسمبلی سے باہر بھی ایک ایم پی اے ہیں۔ تو اس لیٹر میں لکھا تھا کہ ہر کیبنٹ کا جو وزیر ہوتا ہے وہ کیبنٹ کا ممبر ہوتا ہے۔ وہ ایک ایک کروڑ کی اسکیمیں برائے زراعت اور آبپاشی کے لئے دے دی۔ جب میں نے خود بات کی نواب صاحب سے اور پی اینڈ ڈی والوں سے تو وہ بتا رہے تھے کہ یہ ایک ایک کروڑ روپے صرف حکومت ممبرز کے لئے ہیں یہ حزب اختلاف یا متحدہ حزب اختلاف کے ممبرز کے لئے ہیں جس پر میرا گلہ بھی ہے اور شکوہ بھی ہے۔ دوسری بات جناب اسپیکر صاحب آپ کے علم میں ہوگا کہ ابھی میں نے پی اینڈ ڈی سے معلومات حاصل کرلی ہے کہ حکومتی ارکان کے لئے دو دو ولیج بجلی رکھا ہے ہمیں اطلاع نہیں دی ہے جب میں نے اے سی ایس پی اینڈ ڈی سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ یہ فنڈز صرف حکومتی ارکان کے لئے ہیں۔ تو چاہے جو بھی طریقہ کار ہے میں تو خلوص کے ساتھ جناب اسپیکر حکومت کو یہ آفر کرسکتا ہوں کہ جو بجلی کا کچھ نہ کچھ کوٹہ ہمیں مل رہا ہے تو وہ کوٹہ انشاء اللہ ہم حکومتی ممبرز کو شریک

کریں گے عبدالقہار صاحب اور ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب آئے تھے کہ آپ کو بجلی میں کوئی پچیس تیس لاکھ روپے ملتا ہے میں نے کہا آپ بھی کوئی ویلج دیں۔ انہوں نے قہار صاحب نے ایک کلی کا نام دیا تھا امبرہ۔ تو میں نے کہا ٹھیک ہے۔ جناب اسپیکر صاحب آپ نے قرارداد کے آخر میں خود دیکھا ہوگا کہ یہاں پر ہمارے ممبر صاحبان چاہے اس طرف کے ہوں یا اس طرف کے آپس میں لڑپڑے کہ ہم آپ کے خلاف یہ کریں گے آپ کا فنڈ ...... میں نے محسوس کیا وہ اس وجہ سے کچھ تلخیاں غصہ پیدا ہورہا ہے کہ یہاں پر ہمارے حقوق نہیں ملتے ہیں حقوق وہ کچکول صاحب کے جو جذبات ہیں یا احساسات ہیں اس کا ہم قدر کرتے ہیں لیکن وہ اتنے جذباتی نہ بنیں کہ وہ پاکستان کے خلاف یا وفاق وحدت کے خلاف بولیں۔ جناب اسپیکر میں ان کو یہ مشورہ دے سکتا ہوں میں بار بار گیا ہوں اسلام آباد میں۔ وہاں پر باوثوق ذرائع سے یہ بات معلوم ہوچکا ہے کہ آپ لوگوں چیف منسٹر صاحب جو بنیادی طور پر نواز شریف نون نون غنے کے ساتھ نہ بغیر غنے کے ساتھ ان کا تعلق ہے لیکن مجھے یہ معلوم ہے اور میں یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ادھر کچھ اور فیصلے ہورہے ہیں شاید وہ ایسے فیصلے ہوتے ہیں کہ اس فیصلے سے نہ پشتونخواہ نہ مسلم لیگ ہمارے بی این ایم.......

سردار محمد طاہر خان لونی (وزیر صحت) : وہ کسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتا مولانا صاحب اگر آپ ان کو زبردستی شامل کرنا چاہتے ہیں تو بیشک شامل کریں۔

مولانا عبدالباری : نہیں نہیں سردار صاحب نواز شریف صاحب جب آئے تھے تو انہوں نے باقاعدہ----

سردار محمد طاہر خان لونی (وزیر) : وہ آزاد الیکشن لڑے ہیں آپ ریکارڈ دیکھ لیں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر صاحب یہ اختلافی نقطہ نہیں ہے اس پر ہم کوئی اختلاف نہیں کریں گے بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ ادھر سے بھی حقوق کی بات ہورہی

ہے اور ادھر سے بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک ہم بلوچستان کے عوام کی حقوق نہیں دلواسکیں گے نہ ہم حقوق انصاف کی بنیاد پر تقسیم کریں گے۔ جب تک حقوق کا ایک بنیادی ضابطہ حیات نہ ہو جس کا نام اسلام ہے جس نے جانوروں کو حق دیا ہے اسلام نے اپنی مخالفین مجوس کو حق دیا ہے اقلیتوں کو حق دیا ہے سب عالم انسانیت کو ان کا حق دیا ہے کیوں یہ ہمارے جو دو وفاقی پارٹیاں ہیں پاکستان مسلم لیگ اور پاکستان پیپلز پارٹی جو اس وقت دونوں طرف سے یہ بیانات شائع ہو رہے ہیں کہ ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے یہ بیانات شائع کر رہے ہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں پر دو جماعتی نظام ہوں جب یہ دونوں کا قدر مشترک ایک ہی نظام ہے ایک ہی نظریہ ہے تو ہم یہ دونوں وفاقی پارٹیوں سے چاہے نواز شریف 1990ء کی حکومت میں وزیر اعظم صاحب تھے یا ابھی بینظیر ہم ان دونوں سے اس وقت بھی یہ مطالبہ کرتے تھے کہ حقوق کا بنیادی ضامن جو ہے وہ ایک پیمانہ ہوتا ہے ایک ضابطہ ہوتا ہے وہ نہ قومیت ہے نہ قوم پرستی ہے بلکہ اسلام ہے لہٰذا ہم چاہتے ہیں جمعیت علماء اسلام کی طرف سے کہ نہ صرف ہم قراردادیں پیش کریں گے بلکہ ہم آپ کے ساتھ روزے کے طور پر بھوک ہڑتال انشاء کریں گے پارلیمینٹ کے ساتھ ____ ہمارے ورکر آپ کے ساتھ ہوں گے ہمارے مساجد اور ممبر ہمارے واعظ اور نصیحت بلوچستان اور بلوچستان کے حقوق کے لئے ہوں گے انشاء اللہ ہمارے آپس کے جو اختلافات ہیں جو احساس محرومی ہے اگر ادھر سے ایسا کچھ مطلب ایسے ____ میں نے مشورہ دیا کہ وہ اپنی عمل پر بھی نظرثانی کریں کیونکہ اگر آپ کا یہ رویہ ہوگا شاید کل آپ---

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا صاحب آپ کافی بول چکے ہیں ڈاکٹر صاحب بہت بحث ہو چکی ہے بہت بحث ہو چکی ہے سوال یہ ہے کہ۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) : یہ تو سارا سیاسی تقاریر--- قرارداد تو سب نے متعلقہ طور پر پاس کیا ہے ہر ایک اپنی جیب خالی کر رہا

ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) : انہوں نے کہا کہ کچکول صاحب نے جذباتی تقریر کی۔ کچکول صاحب نے اسٹیٹ کے اگینسٹ کوئی بات نہیں کی گورنمنٹ کے اگینسٹ بات کی ہے گورنمنٹ کے اگینسٹ بات کرنا جائز ہے۔ اسٹیٹ کے اگینسٹ ناجائز ہے ایک تو مولانا صاحب یہ فرق کریں دوسری بات یہ ہے کہ مولانا صاحب بار بار اپنی صفائی پیش کر رہے ہیں ادھر ادھر کی صفائی نہیں ہوتی ہے اس لئے نہیں ہوتی ہے جیسا کہ حاجی مردانزئی صاحب نے کہا کہ اس قوم پر عذاب نازل ہوگی اور عذاب اس شکل میں نازل ہوگی----

مولانا عبدالباری : ویسے بھی یہ لوگ بینظیر کے ساتھ ہیں محمود خان اچکزئی صاحب جو ہے--- آپ اسے سیاسی تقریر نہ بنائیں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) : صبر کریں کیوں بے صبری کررہے ہیں تو مولانا صاحب جو تھا اس کو ہم کہیں گے کہ اس قوم پر جس بڑی قوموں پر برے حکمران مسلط ہوتے ہیں اس برے حکمرانوں سے ہمیں خدا تحفظ دیدیں۔ اس برے حکمرانی میں مولانا صاحب برابر کے شریک ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اس قوم کو خدا ایسے حکمرانوں سے تحفظ میں رکھیں۔ نمبر1 مولانا واسع صاحب نے کہا کہ "محمود خان جو ہے میسنجو کا کام کرتا ہے"۔ میں اس پر فخر کرتا ہوں کہ ہمارا آدمی اس اعتماد کا قابل ہے کہ گورنمنٹ ___ کہ اس ملک کے دو بڑے پارٹیاں اس پر اعتماد کررہی ہے اور بطور ثالث کے ___ یہ جب نواز شریف گورنمنٹ میں تھے بے نظیر لندن میں تھیں بھی محمود خان نے یہی کردار ادا کیا دونوں نے اس پر اعتماد کیا اب بھی اعتماد کا یہی ٹائم ہے کہ دونوں اس پر اعتماد کریں کہ ہمارے درمیان مثالحت کرادیں۔ خدا کرے کہ سب کو یہ استطاعت نصب ہو یہ اچھی بات ہے بری بات نہیں۔ دوسری بات کہ "چمن میں آپ نے

کلاشنکوفوں سے ____" مولانا صاحب کلاشنکوف تو آج کل آپ کے ہاتھ میں ہے یہاں سے لے کر کے طالبان---- طالبان سے لے کر قندھار تک آپ کے ہاتھ میں ہے یہ دوسری بات ہے کہ آپ نے پھر یہ کس چیز سے جیتی ہے آپ نے تو وہ فتوے جاری کئے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر جاری نہیں کرسکتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : ڈاکٹر صاحب تھوڑا مختصرا"

ڈاکٹر کلیم اللہ خان : دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ساتھی شیر جان صاحب نے کہا کہ ذوالفقار مگسی نے ____ یہ جو ڈسٹرکٹ کمیٹی ہے کہ انہوں نے اس کی سفارش کی بلکہ ڈسٹرکٹ کمیٹی وہاں سے مقرر ہو کر آئی تھی اس کے باوجود یہاں کی حکومت نے دو تین دفعہ بھیجی کہ بابا۔ یہاں کے ایکٹڈ لوگ موجود ہیں لیکن وہ وہاں سے منظور نہیں ہوئی وہاں سے کہ بھئی مولانا غنی صاحب کو دیدیں۔ ہم نے صدر کو کہا بے نظیر کو کہا لیکن نہیں چونکہ آپ دونوں شریک ہیں اس شراکت میں مہربانی کرکے آپ اپنے آپ کو چھڑا نہیں سکتے ہیں۔ سب گناہ میں آپ اس میں برابر کے شریک ہیں مولانا صاحب آپ جتنے بھی ادھر ادھر جمعہ میں تقریر کریں خطبے میں تقریر کریں اخبار میں بیانات دیں لیکن مولانا صاحب آپ جب بینظیر کے پاس گئے تھے بلوچستان کی شکایت لے کر اور بغل میں بیس ٹرانسفارمر چپکے سے لے کر کے اپنے حلقے میں تقسیم کریں۔ آپ نے بلوچستان کے لئے کسی----

جناب ڈپٹی اسپیکر : ڈاکٹر صاحب پلیز مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں کیونکہ کافی ٹائم ہوچکا ہے---- کیونکہ اس کے بعد بزنس ختم ہورہی ہے۔ پلیز

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد کو منظور کیا جائے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

مولانا صاحب ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھیں پلیز۔ مولانا عبدالواسع صاحب پلیز۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : قرارداد نمبر 78 مولانا عبدالباری صاحب پیش کریں۔

مولانا عبدالباری : یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ بہتر سہولت کے پیش نظر دیر تا چترال کی طرح کوئٹہ تا چمن بھی ہیلی کاپٹر یا فوکر جہاز سروس فوری طور پر شروع کرنے کے انتظامات کیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : قرارداد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ بہتر سہولت کے پیش نظر دیر تا چترال کی طرح کوئٹہ تا چمن بھی ہیلی کاپٹر یا فوکر جہاز سروس فوری طور پر شروع کرنے کے انتظامات کیئے جائیں جی مولانا صاحب۔

عبدالحمید خان اچکزئی : جناب اسپیکر میں اس میں ترمیم لانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : خان صاحب پہلے محرک کو بولنے دیں اس کے بعد میں آپ کو بولنے کا موقع دیتا ہوں۔

عبدالحمید خان اچکزئی : جناب اسپیکر میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مولانا صاحب اس میں صرف یہ اضافہ کریں کوئٹہ تا قندھار تاکہ مولانا صاحب اور آئی ایس آئی----

جناب ڈپٹی اسپیکر : خان صاحب آپ تشریف رکھیں مولانا صاحب آپ بولیں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر یہ قرارداد جو میں نے پیش کی اس میں ایک مثال پیش کی ہے کہ دیر تا چترال جس طرح آپ لوگوں کو معلوم ہے فرنٹیئر میں شیرپاؤ حکومت نے چترال کے لوگوں کے لئے مواصلات کا فضائی بندوبست کیا تھا جہاں برف باری کے دنوں میں راستے بند ہوتے رہتے ہیں اس حوالے سے مواصلاتی نظام میں ہمارا حق ہوتا ہے۔ کوژک کے پہاڑوں پر برف باری کی وجہ سے بھی راستہ عموماً" بند رہتا

ہے۔ کوژک کی بڑی اہمیت ہے پچھلے سال کوژک ضلع کے نام سے میرا قرارداد بھی پاس ہوا بعد میں وہ قرارداد ادھر ادھر کردیا۔ میں اصل موضوع پر آتا ہوں کوژک کا راستہ بند ہونے سے چمن کے لوگوں کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ چمن کے اکثر لوگ بزنس میں ہیں اور بدقسمتی سے گلستان میں قبائلی جھگڑا ہے اس کی وجہ سے ٹرانسپورٹ میں اکثر و بیشتر ٹریفک معطل رہتا ہے بلکہ ٹرین کی آمد و رفت بھی بعض اوقات معطل رہتا ہے تو جناب اسپیکر ترقی میں سب سے اہم مواصلاتی نظام ہوتا ہے۔ مواصلاتی نظام دو قسم کے ہوتے ہیں ایک فضائی اور دوسری زمینی وہاں نیشنل ہائی ویز ڈسٹرکٹ موجود ہے لیکن فضائی حوالے سے انتظام نہیں ہے میں سمجھتا ہوں چمن اور قلعہ عبداللہ اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ پشین بھی شامل ہے یہ وسط ایشیا کے جو ممالک ہیں ان کا مین گیٹ ہے میں لطیفے کے طور پر کہتا ہوں کہ ایک سوال آیا تھا نیلام گھر میں مجھے کسی آدمی نے سنایا کہ وہ کون سا شہر ہے یا علاقہ ہے جہاں پجارو گاڑی کرائے پر چلتی ہے تو جواب ملا تھا کوئٹہ تا چمن کے درمیان وہاں لوگ ماشاء اللہ اتنے مالدار اور معتمو ہے کہ پجارو گاڑی بطور کرایہ پر چلاتے ہیں۔

عبدالحمید خان اچکزئی : جناب اسپیکر آپ کی توسط سے مولانا صاحب کو نیلام گھر کے حوالے سے نیلام گھر میں ایک مرتبہ سوال آیا تھا کہ قومی اسمبلی میں کونسا ممبر ہے جس نے تین سال میں وہاں زبان نہیں کھولی تو وہ نمائندہ بھی چمن کا تھا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : خان صاحب آپ تشریف رکھیں۔

مولانا عبدالواسع : جناب اسپیکر ہم اس قرار داد کی حمایت کرتے ہیں لیکن ایک بات ہمارے ذہن میں آگیا کہ خان صاحب نے جو قندھار کا ذکر کیا اس سے پہلے خان صاحب ڈیورڈ لائن بھی نہیں مانتے تھے اب معلوم نہیں وہ اب قندھار سے کیوں بیزار ہوگئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ سوال یہ ہے کہ آیا

قرارداد منظور کی جائے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر : اگلی مشترکہ قرارداد نمبر80 جو میری طرف سے اور سردار ستزام سنگھ کی جانب سے میں اپنی جانب سے میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب کو اختیار دیتا ہوں کہ قرارداد ایوان میں پیش کریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے فوری طور پر رجوع کرے کہ وہ کیڈٹ کالج مستونگ میں اقلیتی طلباء کے داخلے کے لئے ضلع وار کوٹہ مقرر کرنے کا انتظام کرے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : قرارداد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے فوری طور پر رجوع کرے کہ وہ کیڈٹ کالج مستونگ میں اقلیتی طلباء کے داخلے کے لئے ضلع وار کوٹہ مقرر کرنے کا انتظام کرے۔ جی ظہور حسین صاحب آپ اس پر تھوڑی روشنی ڈالیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر جس طرح یہ قرارداد آپ کی اور سردار ستزام سنگھ صاحب کی جانب سے ہے اور ستزام سنگھ صاحب ایوان میں موجود نہیں اور آپ اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ بلوچستان میں اقلیتی برادری عیسائی' پارسی اور ہندو رہتے ہیں۔ تو فنی کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخلہ کے لئے ان کا حق بنتا ہے۔ اس لئے ان کے لئے کوٹہ مقرر کیا جائے۔ جہاں جہاں یہ رہائش پذیر ہے کوئٹہ جعفر آباد یا دیگر اضلاع وغیرہ میں ان کو بھی کوٹہ سسٹم کے تحت مستونگ کیڈٹ کالج میں داخلہ مل سکے۔ شکریہ۔

عبدالقہار ودان (وزیر قانون) : جناب اسپیکر جہاں تک ہماری معلومات ہیں کہ کیڈٹ کالج میں ان طلباء کو لیا جاتا ہے جو میرٹ پر آتے ہو اور ہمارا اپنا بھی

خیال ہے کہ پاکستان لیول اور بلوچستان میں میرٹ کی بنیاد پر داخلہ ملنا چاہئے۔ ہمارے میڈیکل سیٹ ہے وہ ضلعوں کے بنیاد پر ہے وہ بھی میرٹ کی بنیاد پر ہونا چاہئے یا انجینئرنگ کی سیٹیں ہیں وہ بھی میرٹ پر ہو۔ اس قرارداد میں بات آئی ہے اقلیتوں کی تو میں معزز رکن سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا ان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انٹریو دے۔ جبکہ کیڈٹ کالج مستونگ میں Open merit ہے۔ یعنی اس میں ہر کوئی جا سکتا ہے۔ تو پھر اس قرارداد کی حیثیت کیا ہے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ بلوچ (وزیر) : جناب اسپیکر یہ بہتر رہے گا کہ اس کو کسی اور دن رکھ لیں جس دن آپ پریزائیڈ نہیں کر رہے ہوں کیونکہ جس شخص کو آپ نے پیش کرنے کی اجازت دی ہے اس کو یہ معلوم نہیں کہ آیا ہماری اقلیتی برادری کو اوپن میرٹ میں انٹرویو دینے کا حق ہے یا نہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جس طرح کچکول علی صاحب نے تجویز پیش کی ہے۔ اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ میں پورے بلوچستان کا دورہ کرکے آیا ہوں یہ ہم سب اقلیتوں کی ایک ڈیمانڈ ہے۔ کافی سال ہوگئے کیڈٹ کالج مستونگ کو فنکشن کرتے ہوئے لیکن آج تک وہاں پر اقلیتوں کو داخلہ نہیں دیا گیا یقیناً" میں اس تجویز سے حمایت کروں گا کہ کوٹہ مقرر ہونے کی بعد داخلہ میرٹ پر دیا جائے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر : اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ 21 جنوری 1996ء بوقت گیارہ بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس ایک بجکر پینتالیس منٹ (پونے دو بجے) دوپہر مورخہ 21 جنوری 1996ء صبح گیارہ بجے تک کے لئے ملتوی ہوگیا)